

! نعمتوں کو ضائع نہ کیجئے

مولانا شہد رشیدی

حضرت عبداللہ ابن عباسؓ سے نبی کریم ﷺ کا یہ فرمان مروی ہے کہ دو نعمتیں ایسی ہیں کہ ان میں بہت سے لوگ نقصان اور ٹوٹے میں رہ جاتے ہیں: (۱) صحت و تندرستی، (۲) فرصت و فراغت۔

تشریح: نبی کریم ﷺ اپنی امت کو عقل و شعور، فہم و فراست اور حکمت و دانائی کی باتیں بتا کر کامیابی و کامرانی کی راہ دکھایا کرتے تھے اور پھر اس پر چلنے کے فوائد بیان فرما کر بندگان خدا کو ان پر عمل پیرا ہونے کی تلقین کیا کرتے تھے۔ مذکورہ بالا روایت بھی اسی سلسلہ کی ایک کڑی ہے۔ جس میں نبی کریم ﷺ امت کو دو طرح کی نعمتوں کی قدر و منزلت سمجھا کر ان سے فیضیاب ہونے کی تلقین کر رہے ہیں اور ناقدری سے بچانا چاہتے ہیں۔ ذیل میں تفصیل درج کی جاتی ہے:

تندرستی بھی نعمت ہے (۱)

اللہ رب العزت کی ان گنت نعمتوں میں سے صحت و تندرستی بھی ایک عظیم نعمت ہے، جس کی قدر و قیمت کو سمجھنے کے لئے کسی اسپتال کا رخ کیجئے اور دیکھئے کہ ہماری ہی طرح کے انسان مختلف بیماریوں کا شکار ہو کر کیسے بستروں پر پڑے ہوئے ہیں، یہ بھی ہماری طرح چلتے پھرتے، کھاتے پیتے اور ہنستے بولتے تھے مگر جب بیماریوں نے انہیں جکڑ لیا تو ہر چیز ختم ہو گئی اور زندگی ایک بوجھ بن گئی، بیماری کا آنا اور صحت کا منہ موڑ لینا انسان کے اختیار کی چیز نہیں ہے، بلکہ یہ اللہ رب العزت کے قبضہ و قدرت میں ہے، صحت و تندرستی کا مالک بھی وہی ہے اور بیماری آزادی بھی اسی کے حکم سے آتی ہے، تندرستی کب تک رہے گی اور بیماریاں کب جسم کو کھوکھلا کرنا شروع کر دیں گی اس کا علم بھی اللہ کے سوا کسی کو نہیں ہے۔

ہم دیکھتے رہتے ہیں کہ وہ لوگ جو اپنی صحت کا بہت خیال رکھتے ہیں، کھانے پینے میں بڑی احتیاط برتتے ہیں، اچانک بیماری کا شکار ہو کر بستر سے جا لگتے ہیں، گویا تندرستی عطاے خداوندی ہے، جس کو بقا اور دوام نہیں ہے، اس لئے اس کو غنیمت جان کر ناقدری اور بے راہ روی سے بچنا چاہئے۔

تندرستی کی قدر دانی

مذکورہ بالا روایت میں نبی کریم ﷺ امت کو متنبہ کرتے ہوئے فرما رہے ہیں کہ بہت سے لوگ صحت مند اور تندرست ہونے کے زمانے میں لاپرواہی سے کام لیتے ہوئے خدا کی اس عظیم نعمت کو ضائع کر بیٹھتے ہیں اور پھر بعد میں آنسو بہاتے ہیں

جو بے سود ہوتا ہے اس لئے کسی طرح کے دھوکے میں آنے کے بجائے صحت و تندرستی کے زمانے میں ہر انسان کو دو باتوں کا خیال رکھنا چاہئے، جس نے ان پر توجہ دی وہ اس عطائے خداوندی کی قدر دانی کرنے میں کامیاب ہو گیا:

(الف): انسان تندرستی کے زمانہ میں نیکیوں کو انجام دینے، ذکر و اذکار کا اہتمام کرنے اور نوافل و مستحبات کو ادا کرنے میں پوری طرح چاق و چوبند ہو، تلاوت، نقلی عبادات وغیرہ کا یومیہ معمول بنا کر روزانہ پابندی کے ساتھ ادا کرتا رہے اور ذہن و دماغ میں اس بات کو بٹھالے کہ صحت و تندرستی کب روٹھ جائے کچھ پتہ نہیں اس لئے ان ایام کو غنیمت جان کر رب ذوالجلال کی زیادہ سے زیادہ عبادت کروں تاکہ مستقبل میں مجھے اس کا فائدہ مل سکے۔ چنانچہ نبی کریم ﷺ ایک دوسری روایت میں صحت و تندرستی کے زمانہ میں نیکیوں اور عبادت کو انجام دینے کا فائدہ ذکر کرتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں کہ: ایسا شخص جب بیماریوں میں گھر کر کمزور ہو جاتا ہے اور معمولات کو پورا کرنا اس کے لئے ناممکن ہو جاتا ہے تو اللہ رب العزت فرشتے کو حکم دیتا ہے کہ میرے بندے کے نامہ اعمال میں ان عبادت اور نیکیوں کے اجر و ثواب کو برابر درج کرتے رہو جن کو وہ صحت و تندرستی کے زمانہ میں انجام دیا کرتا تھا۔ ارشاد نبویؐ ہے:

حضرت عبداللہ ابن عمروؓ سے نبی کریم کا یہ فرمان منقول ہے جب کوئی بندہ عبادت کے کسی اچھی طریقہ اور معمول کی پابندی کرتا ہے اور پھر بیمار پڑ جاتا ہے تو اس کے ہمراہ رہنے والے فرشتے سے (اللہ کی طرف سے) کہا جاتا ہے کہ اس کی نیکیوں کو اسی طرح لکھو جس طرح صحت کے زمانہ میں لکھا کرتے تھے، یہاں تک کہ میں اس کو دوبارہ تندرستی عطا کر دوں یا اپنے پاس بلا لوں۔

حضرت عبداللہ ابن مسعودؓ کا اظہار غم

صحابہ کرامؓ نے دین کو نبی کریم ﷺ سے براہ راست سیکھا، سمجھا اور پھر زندگی کے ہر شعبہ میں امت کے لئے عملی نمونہ پیش کر دیا جو ہم سب کے لئے مشعل راہ ہے۔

چنانچہ حضرت شفیقؓ بیماری سے متعلق حضرت عبداللہ ابن مسعودؓ کا ایک واقعہ ذکر کرتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں: ایک دفعہ حضرت عبداللہ ابن مسعودؓ بیمار ہوئے ہم لوگ ان کی مزاج پر سی اور عیادت کو گئے، وہ لوگوں سے مل کر رونے لگے، ان کے رونے کو مزاج پر سی کے لئے آنے والوں نے ناپسند کیا اور یہ سمجھا کہ یہ بیماری سے بے تاب ہو کر رو رہے ہیں اور اس پر ملنے والے اجر و ثواب پر موصوف کی نظر نہیں ہے۔ حضرت عبداللہ ابن مسعودؓ نے لوگوں کے ان خیالات کو بھانپ لیا اور فرمایا کہ میں بیماری کی وجہ سے نہیں رو رہا ہوں، کیونکہ میں نے نبی کریم ﷺ کو یہ کہتے سنا ہے کہ بیماریاں تو کفارہ ہوتی یعنی گناہوں کے مٹنے کا ذریعہ بنتی ہیں، مجھے تو رونا اس بات پر آرہا ہے کہ مجھ کو بیماری نے بڑھاپے کے زمانے میں اپنا شکار بنایا ہے، جب کہ ضعف و نقاہت کی وجہ سے بہت

سے اعمال پہلے سے ہی چھوٹ گئے تھے، کاش کہ یہ بیماری اس زمانہ میں لگتی جب میں عبادات اور معمولات کو پورے طور پر زیادہ سے زیادہ انجام دیا کرتا تھا، کیونکہ بندہ کے نامہ اعمال میں بیماری کے زمانہ میں بھی ان نیکیوں کا اجر و ثواب لکھا جاتا رہتا ہے جن کو بیماری سے پہلے انجام دیا کرتا تھا۔ حضرت شفیقؒ کی روایت پیش ہے:

حضرت شفیقؒ سے مروی ہے کہ حضرت عبداللہ ابن مسعودؓ بیمار ہوئے ہم لوگ ان کی مزاج پرسی کو گئے، آپ رونے لگے جس کو برا سمجھا گیا، آپ نے فرمایا کہ میں بیماری کی وجہ سے نہیں رو رہا ہوں کیونکہ میں نے نبی کریم ﷺ کو کہتے ہوئے سنا ہے کہ بیماری کفارہ ہے، میرے رونے کی وجہ یہ ہے کہ بیماری مجھ کو بڑھاپے کے زمانہ میں لگی ہے، طاقت و قوت کے زمانہ میں نہیں لگی ہے کیونکہ (صحت و قوت کے زمانہ میں جب بیماری لگتی ہے تو) بندے کے لئے اجر و ثواب ایسے ہی لکھا جاتا ہے جیسے بیماری سے قبل لکھا جاتا تھا، اگرچہ وہ بیماری کی وجہ سے اعمال کو انجام نہ دے سکے۔

(ب)۔ یعنی انسان تندرستی اور طاقت اور قوت کے زمانہ میں گناہوں کے ارتکاب سے اپنے آپ کو بچائے، خدا کی نافرمانی سے دور رہے، آنکھ، کان، زبان اور ہاتھوں پیروں کے گناہوں سے باز رہنے کی بھرپور کوشش کرے، کیونکہ طاقت و قوت کے زمانہ میں جب کہ خون میں گرمی ہوتی ہے اور جوش و خروش زیادہ ہوتا ہے، اس وقت انسان کا معاصی اور گناہوں سے بچنا خدا کو نہایت پسندیدہ اور محبوب ہے۔ چنانچہ ایک روایت میں نبی کریم ﷺ فرماتے ہیں کہ میدان محشر میں ہر انسان سے پانچ سوالات ہوں گے ان میں سے دوسرا سوال جوانی سے متعلق ہوگا، جس میں اللہ رب العزت بندوں سے پوچھے گا کہ بتاؤ تم نے اپنی جوانی (طاقت و قوت اور صحت تندرستی) کا زمانہ کن کاموں میں صرف کیا، گناہوں میں بتایا یا اللہ کی اطاعت و فرمانبرداری میں صرف کیا: ارشاد نبویؐ ہے:

ابن آدم قیامت کے روز پانچ سوالات کا جواب دئے بغیر اپنی جگہ سے ہل نہیں پائیں گے (۱) زندگی گزارے؟ (۲) جوانی؟
کن کاموں میں صرف کی؟

آج کل صحت و تندرستی کی نعمت جن کو میسر ہے وہ دنیا کو کمانے گھومنے پھرنے اور کھیل کود میں اتنے مصروف ہیں کہ ذہن و دماغ سے بیماری اور آخرت کا تصور ہی نکل گیا ہے، ان کی تمام تر تک و دو صرف دنیا کے ختم ہونے والے مختصر سے فائدے تک محدود ہے، مرنے کے بعد کی زندگی کا کوئی خیال و فکر ان کے ذہن میں نہیں ہے۔

مذکورہ بارہ روایت میں نبی کریم ﷺ دوسری اس نعمت کا تذکرہ کرتے ہوئے جس میں عام طور پر لوگ (۲) خسارے اور ٹوٹے میں رہتے ہیں، ارشاد فرماتے ہیں کہ فارغ البالی اور ذمہ داریوں کا نہ ہونا نیز فرصت کے لمحات کا میسر آجانا رب

ذوالجلال کی وہ نعمت ہے جس کو عام طور پر لوگ ضائع کر دیتے ہیں اور اس سے پورے طور پر فیضیاب نہیں ہو پاتے ہیں، زندگی کا ایک ایک لمحہ بڑا قیمتی ہے، انسان جو کچھ بھی اچھائی اور برائی دنیا میں کرے گا قیامت کے دن اس کا بدلہ پائے گا۔ عام طور پر فراغت کے ایام میں دین سے جڑا ہوا آدمی یہ سوچتا ہے کہ آج کل فرصت ہے، قرآن کریم کی تلاوت کر لی جائے، نوافل کا اہتمام کیا جائے، دین کی خدمت میں حصہ لے لیا جائے، پھر شیطانی وسوسے اسے گھیرتے ہیں اور وہ صبح سے شام پر شام سے صبح پر اور آج سے کل پر کل سے پرسوں پر ٹالتا رہتا ہے۔ یہاں تک کہ مختلف مصروفیات اس کو آکھیرتی ہیں اور پھر چاہنے کے باوجود بھی وہ کچھ نہیں کر پاتا ہے۔

آج کل بددینی کا حال یہ ہے کہ جن لوگوں کو رب ذوالجلال نے معاشی طور پر فارغ البالی عطا کی ہے وہ صبح سے شام تک الٹی سیدھی بکواس کرنے، محفل جمانے اور ایک دوسرے کی ٹانگ کھینچنے میں مصروف رہتے ہیں، گویا وقت کا فارغ ہونا اور ذمہ داریوں کے بوجھ سے آزاد ہونا ان کے لئے گناہوں میں اضافہ کا سبب بن رہا ہے، یہ نعمت ان کے حق میں رحمت بن رہی ہے اور ان کو اس کا ذرہ برابر بھی احساس نہیں ہے۔

نبی کریم ﷺ اپنی امت کو مذکورہ بالا روایت کے ذریعے اس بات کی تاکید فرما رہے ہیں کہ اگر خدا نے تم کو صحت و تندرستی اور فرصت و فراغت دی ہے تو ان نعمتوں کو ضائع نہ کرو، بلکہ ان کا صحیح استعمال کرتے ہوئے زیادہ سے زیادہ نیکیاں کرو، تاکہ دنیا و آخرت دونوں جہاں میں تم کو اس کا فائدہ حاصل ہو سکے۔ اللہ رب العزت ساری امت نبی کریم ﷺ کی ان تعلیمات پر عمل پیرا (ہونے کی توفیق نصیب فرمائے۔) آمین